سفرِ مصر............

دعوتِ حوت کے بعد مدرسہ لاہوتیہ اور جامعہ الازہر......

قارئین محترم ہم نے آپ کو اسکندریہ کے سفر کا مختصر سا حال سنایا تھا اسی طرح جامعہ الازہر کے بارے میں تفصیلی گفتگو نہیں ہو سکی تھی، مصر کے دوسرے سفر کے موقع پر ہم نے مزید تفصیلات حاصل کیں جن کا خلاصہ پیش خدمت ہے......

مصر کی قدیم علمی ومذہبی یادگاروں میں دو اہم عبادت گاہیں اور دانشگاہیں ہیں، ایک تو جامعہ الازہر مصر اور دوسری کنیسائے اسلندریہ، اس کنیسا کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ یہ قبطیوں کے آرتھوڈکس [illegible] کی قدیم یادگار ہے جو جامعۃ الازہر سے ہزاروں سال قدیم ہے...... یہ دنیا کے پانچ ابتدائی کنائس (چرچوں) میں سے ایک ہے۔ اس کی تاریخ قدیس مرقس سے ملتی ہے یہ ان ستر افراد میں سے ایک تھے جنہیں حضرت یسوع مسیح علیہ السلام نے تبلیغ دین کے لئے منتخب کیا تھا مرقس کے ذمہ انطاقیہ اور قبرص کا علاقہ تھا، مرقس کو عہد جدید کا کاتبِ انجیل بھی کہا جاتا ہے۔ مرقس کے بارے میں مسیحی کتبِ تاریخ میں لکھا ہے کہ یہ لیبیا سے سن ۶۱ عیسوی میں مصر آیا تھا اور اس نے یہاں مسیحیت کی تبلیغ کے لئے اسکندریہ کو اپنا مستقر بنایا......اور یہاں ایک چھوٹا سا مدرسہ قائم کیا جسے لاہوتی مدرسہ کا نام دیا گیا۔ قدیس یسطس اس مدرسہ کا پہلا استاذ تھا۔ اسکندریہ کا تاریخی کنیسا بھی اسی کے دور میں قائم ہوا۔

یہاں ہمارے ذہن میں ایک خیال آیا کہ ایک چھوٹا سا مدرسہ بھی دینی اعتبار سے کس قدر اہم ہوتا ہے......یہی سبب ہے کہ آج مغرب ہمارے چھوٹے بڑے مدارس پر نظر رکھے ہوئے ہے اور وہ جانتا ہے کہ انہی چھوٹے چھوٹے مدارس سے بڑی بڑی درسگاہیں اور عبادت گاہیں جنم لیتی ہیں اور کسی چھوٹی سی مسجد میں بیٹھا ہوا درویش سا عالم، پورے عالم میں انقلاب برپا کرسکتا ہے، اور بڑی بڑی قاہر وجابر بادشاہتوں کے خاتمے کا ذریعہ بن سکتا ہے ماضیٔ قریب میں امام خمینی کی مثال ہم سب کے سامنے ہے جن سے خودسر شاہ ایران کا تختہ الٹوا کر قلب یورپ میں کھٹکنے والی مسلمانوں کی ایک بڑی شان وشوکت کی حامل سلطنت کا خاتمہ کیا گیا......مذہبی اعتبار سے اگر چہ اس انقلاب کا فائدہ اس خطہ کے مسلمانوں کو ہوا تاہم

☆......پس از من گو جہان را آب گیرد......☆

مغرب کا ایک کام بھی اس میں بالکل ایسے ہی ہو گیا جیسے سلطنت عثمانیہ ترکیہ کے خاتمے سے، اور اب وہ بتدریج دین کے نام پر قائم ہونے والے ایرانی سیٹ اپ کو اپ سیٹ کرنے پر تلا ہوا ہے......ایرانی قوم تاحال اس متوقع اپ سیٹ سے بچنے کے لئے کوشاں ہے مگر سو کالڈ عالم اسلام ایران کا بازوہ پکڑنے کو تیار دکھائی نہیں دیتا......

قارئین محترم ہم باتوں باتوں میں کہیں دور جا نکلے، واپس آتے ہیں اسکندریہ کی طرف، ....پھر قدیس مرقس نے تبشیری (تبلیغی) مقصد کے لئے اسکندریہ کو چھوڑ کر نئے سرے سے لیبیا اور روم کا سفر اختیار کیا۔ مگر ۶۸ عیسوی میں عیسائیت کے خلاف شروع ہونے والے رومن امپائر کے حملے میں مارا گیا......۱۰۶ عیسوی میں اسکندریہ کے مدرسہ لاہوتیہ کا بطریق و مدیر اعلی ابریموس تھا جس نے اس مدرسہ میں بیٹھ کر پورے مصر میں چرچوں کا چرچا کر دیا...... ہر طرف کنیسا قائم ہونے لگے، تا آنکہ رومانی سلطنت نے عیسائیت کی بڑھتی ہوئی سرگرمیوں کے پیش نظر روم کے کنیسا سے لے کر مصر کے تمام کنیساؤں کو مسمار کرنے کا حکم دیا یہ دور اسکندریہ اور مصر کے علاوہ رومی سلطنت کے دیگر عیسائی راہبوں، بطریقوں اور پادریوں کے لئے کڑی آزمائش کا دور تھا......عیسائیت کو شدید ہزیمت سے دوچار ہونا پڑا کیونکہ رومن ایمپائر کے اس وقت کے حاکم نیرون یا......نیرو......نے عیسائیت کے خلاف شدید نفرت کا اظہار کرتے ہوئے اس کے خاتمے تک جنگ جاری رکھنے کا حکم دے دیا......

اسی طرح کی کچھ کیفیت مسلمانوں کے ساتھ اس وقت پیش آئی جب اندلس سے اسلامی ریاست کی بساط لپیٹی گئی اور عیسائیوں نے مسلمانوں کی مساجد کے ساتھ وہی سلوک کیا جو کبھی انکے ساتھ یہودیوں نے کیا تھا............الامان والحفیظ......مگر یہاں حیرت انگیز بات یہ ہے کہ پہلے یہودی اور عیسائی مسلمانوں کی عبادت گاہوں کی بے حرمتی کرتے انہیں مسمار کیا کرتے تھے اب یہ کام خود مسلمانوں نے شروع کر رکھا ہے............افغانستان کے مخصوص طالبان کا بس چلے تو پاکستان میں کسی خانقاہ اور اس کے ساتھ قائم مسجد کو نہ چھوڑیں اور اسی طرح امام بارگاہوں کا حشر کر ڈالیں ......فاعتبروا یا اولی الابصار..................

بہر کیف ہم نے اسکندریہ کے اس بڑے چرچ کو باہر ہی سے دیکھا اور پھر جامعہ الازہر سے اس کا موازنہ کرنے کی کوشش کی تو معلوم ہوا کہ اسکندریہ کا چرچ عیسائیت کی تبلیغ کے لئے قائم ہوا تھا

اور اس کا آغاز ایک مدرسہ سے کیا گیا تھا جس کا نام مدرسہ لاہوتیہ ہے.....جبکہ،

جامعہ الازہر کے بارے میں تاریخی مصادر سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ اس کی بنیاد شمالی افریقہ میں اسماعیلی مذہب کے فروغ کے لئے پڑی تھی، پہلے فاطمی خلیفہ المعزلدین اللہ کے دور میں جوہر صقلی کی فتوحات کے نتیجہ میں مصر فتح ہوا تو فاطمیہ مصر نے اسماعیلی شیعہ مذہب کے فروغ کے لئے جامع الازہر قائم کی...... بعدازاں صلاح الدین ایوبی نے اسے سنی اعتقادات کے مطابق تبلیغ دین کے مرکز میں بدل ڈالا......۹۶۹عیسوی میں قاہرہ شہر کو فاطمی سلطنت کے دارالخلافہ کے طور پر آباد کیا گیا۔۳۶۱ھ۹۷۲ء میں جامع الازہر قاہرہ کی بڑی مسجد کے طور پر ابھر کر سامنے آئی اور اس کا نام باختلافِ آرائے مورخین، سیدہ فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا کے نام پر جامع الازہر رکھا گیا۔(واللہ اعلم)

اکتوبر۹۷۵ء میں اس مسجد میں پہلا حلقہ درس قائم ہوا اور یہ تھا شیخ ابوالحسن علی بن النعمان کا حلقہ درس......جس میں انہوں نے اپنے والد کی لکھی ہوئی فقہ کی ایک کتاب سے درس شروع کیا جسے فقہ آل البیت کا نام دیا جاتا تھا...... پھر یعقوب بن کلس الفاطمی، وزیر بنو فاطمہ نے باقاعدہ مدرسین واساتذہ و فقہاء کا تقرر کیا جنہیں سرکاری خزانہ سے وظائف دیئے جاتے تھے اور یہ سب شیعی فاطمی مکتب فکر کے مطابق دینی تعلیم دیا کرتے...... یہ سلسلہ فاطمی دور حکومت سے صلاح الدین ایوبی تک اسی طرح جاری رہا تا آنکہ سلطان صلاح الدین ایوبی کے حکم سے جامعہ الازہر میں تدریس موقوف کردی گئی......سلطان اسے سنی عقائد کی جامعہ بنانے کے خواہش مند تھے......عہد ممالیک تک جامعہ الازہر جامع بن کر رہی اور درس وتدریس کا سلسلہ موقوف ہوکر پھر سے شروع ہوا تا آنکہ عصر ممالیک میں (جو ۲۶۷ سالہ دور کو محیط ہے) پھر اسے جامعہ کا درجہ حاصل ہوگیا...... بعدازاں اس جامعہ نے چاردانگ عالم میں اپنا علمی سکہ جمالیا اور دور دراز سے مسلم گھرانوں کے بچے یہاں اعلی دینی تعلیم کے لئے آنے لگے......

کئی برس بعد آج ہم پھر اس عظیم مسجد کے صحن میں کھڑے تھے......دوگانہ ادا کرنے کے بعد ہم ایک طرف بیٹھ گئے اسے رواق کہتے ہیں اس طرح کے اس مسجد میں کئی رواق (یا زاویے ہیں) ۱۲۰۰۰ مربع میٹر پر تعمیر ہونے والی یہ مسجد جو ایک عظیم مرکز دعوت وتبلیغ تھا اور آج بھی ہے بیس ہزار نمازیوں کے لئے تعمیر کیا گیا تھا......مصر کے اس دوسرے سفر میں ہم نے جامع الازہر کو غور سے دیکھا، اس کے ۸ دروازے ہیں اور ہر دروازے کا ایک مخصوص نام ہے......مختلف بادشاہوں اور حکمرانوں کے دور میں جامع

الازہر میں مختلف تبدیلیاں واقع ہوتی رہیں کبھی اس کی عمارت میں تو کبھی اس کے نظام میں ......اس پر ایسے ادوار بھی آئے جب اس میں نمازِ جمعہ موقوف ہوگئی تو کبھی ایسا بھی ہوا کہ اس کی درسگاہ کی حیثیت ختم کر کے صرف عبادت گاہ کی برقرار رکھی گئی تاہم مختلف عصور و دھور میں جامع الازہر جامع سے جامعہ اور جامعہ سے جامع بنتی رہی.......... جامعہ الازہر نے ایک دور ایسا بھی دیکھا ہے جب اس کے میناروں پر سنگباری اور پھر خشت باری سے آگے بڑھ کر توپوں سے گولہ باری اور بالآخر بم باری ہوئی........... یہ مصر پر فرانسیسی قبضہ کے دور (۱۷۹۸ء) کی بات ہے......مشہور مصری مؤرخ عبدالرحمٰن الجبرتی (م ۱۸۲۵ء) نے عجائب الآثار فی التراجم والاخبار (تاریخ الجبرتی) میں لکھا ہے کہ فرانسیسی قابضین نے مصر پر حکومت قائم کرنے کے بعد جامعۃ الازہر کا ایک بورڈ (دیوان) قائم کیا اس بورڈ کے ممبرز جامعہ کے بعض نامی گرامی علماء کو مقرر کیا گیا جن میں شیخ الازہر الشیخ عبداللہ الشرقاوی، الشیخ خلیل البکری، الشیخ مصطفیٰ الصاوی، الشیخ سلیمان الفیومی، الشیخ موسیٰ السرسی، الشیخ مصطفیٰ الدمنہوری، الشیخ احمد العریشی، الشیخ یوسف الشبرخیتی، الشیخ محمد الدواخیلی، اور الشیخ محمد المہدی شامل تھے بورڈ کا سربراہ شیخ الازہر شیخ عبداللہ الشرقاوی کو بنایا گیا......جبکہ الشیخ محمد المہدی کو اس کا سیکرٹری بنایا گیا......اس بورڈ کو کوئی خاص اختیارات حاصل نہ تھے تاہم یہ جامع الازہر کا ایک اعزازی بورڈ تھا جس سے فرانسیسیوں نے یہ تاثر قائم کرنا چاہا کہ وہ مسلمانوں کی اس اس عظیم جامع وجامعہ کا احترام کرتے ہیں مگر اصل صورت حال جلد ہی کھل کر سامنے آنے لگی، اسلامی شعائر کا مذاق اڑایا جانے لگا، عزت نفس مجروح ہونے لگی، سربازار رسوائی عام ہوئی تو عوام میں اشتعال پیدا ہوا، اور احتجاج شروع ہوگیا، چونکہ یہ دینی غیرت کی بناء پر تھا اس لئے اس کی نسبت جامع الازہر کی طرف ہونا فطری امر تھا، اسی اثناء میں احتجاج کرنے والوں نے ترکی قاضی القضاۃ (قاضی العسکر) سے مطالبہ کیا کہ وہ ان کی قیادت کریں اور فرانسیسی حکام سے ان کے حقوق کے سلسلہ میں بات چیت کریں، جب قاضی موصوف نے کچھ عذر بہانہ کیا تو ان کے گھر پر ہجوم نے دھاوا بول دیا، قاضی کو پتھروں سے سنگسار کیا گیا اور نوبت قتل تک پہنچی......اس واقعہ نے فرانسیسی حکمرانوں کو جامع الازہر پر دھاوا بولنے کا موقع فراہم کیا.......... جامع الازہر جانے والے راستے بند کر دئے گئے، جامع کے قرب وجوار میں احتجاج کے لئے جمع ہوجانے والے لوگوں پر سنگباری، خشت باری اور پھر قلعہ صلاح الدین سے توپوں کے گولے برسائے گئے، جس سے سینکڑوں لوگ مارے گئے جامعہ کی شدید بے حرمتی ہوئی، علماء گرفتار

کر لئے گئے، طلبہ کو نیزوں کی نوکوں پر رکھ لیا گیا، اور مذکورہ بالا بورڈ کے اکثر ارا کین کو گرفتار کر کے قتل کر دیا گیا............

جامعہ کے نظام میں ایک خاص تبدیلی علوی خاندان کے پانچویں حکمران الخدیوی اسماعیل کے دور میں آئی جب اس نے ۱۸۷۲ء میں جامعۃ الازہر کے لئے ایک فرمان جاری کیا جس کے مطابق طلبہ کو گیارہ مضامین میں امتحان پاس کرنے کا پابند بنایا گیا اور تکمیل علوم پر الشہادۃ العالمیۃ جاری کرنے کا حکم جاری کیا......ان گیارہ علوم میں فقہ حدیث تفسیر فلسفہ، منطق، صرف، نحو، توحید، اصول فقہ وحدیث ودیگر علوم وفنون کو شامل کیا گیا......

۱۹۳۰ میں جامعہ الازہر میں دینی علوم کے علاوہ پرائمری، سیکنڈری، اور کالج سطح کی تعلیم کا سلسلہ شروع کیا گیا جسے بعد میں جامع الازہر سے باہر اسکولوں کالجوں میں منتقل کیا گیا......۱۹۳۶، ۱۹۵۶ اور ۱۹۶۱ میں جامعہ کے اساسی قوانین میں رودبدل کیا گیا.....مصری صدر جمال عبدالناصر، انورالسادات اور حسنی مبارک کے دور میں تدریجا، جامعہ الازہر کو ایک ماڈرن یونیورسٹی میں تبدیل کرنے کا کام شروع ہوگیا، یہ منصوبہ اس مقصد کے تحت عمل میں لایا گیا کہ جامعہ الازہر کی دینی وعلمی حیثیت جو ایوان اقتدار پر اثر انداز ہوتی رہی اور آئندہ بھی ہوسکتی ہے اسے ختم کیا جائے اور اسے عام یونیورسٹی کی حیثیت دے کر عوام کو خوش کیا جائے کہ ہم نے اسے ایک مدرسہ سے ترقی دیکر یونیورسٹی بنادیا، جبکہ خواص کو خوش کیا جائے کہ لو ہم نے اس کا ڈنگ نکال کر اسے بے اثر کر دیا ہے..........اب اس سے ایسے لوگ نہیں پیدا ہوں گے جو کبھی بھی اقتدار کے لئے خطرہ بن سکیں..........جامعہ الازہر کے رئیس یعنی شیخ الازہر کے اختیارات کم کر دئے گئے اور ان کا درجہ کاغذی حد تک وزیر اعظم کے برابر رکھا گیا جبکہ عملا وہ کوئی حکم جامعہ الازہر کے مفاد میں بھی جاری نہیں کر سکتے......کیونکہ وہ خود وزارت مذہبی امور کے تابع کر دیئے گئے ہیں ......ہمارے دوسرے سفر مصر کے موقع پر الشیخ السید محمد الطنطاوی شیخ الازہر تھے، ہمارے میزبان محترم نے ان کے آفس میں ہماری ان سے ملاقات کروائی.....جبکہ ۲۰۱۰ء کے بعد سے ڈاکٹر شیخ احمد محمد الطیب شیخ الازہر ہیں۔آج ہمارا مصر میں آخری دن تھا ہم نے آج ڈاکٹر عبدالجواد صاحب کے جواں سال صاحبزادے محمد عبدالجواد کے انتقال پر ان سے تعزیت کی اور اس قبرستان گئے جہاں وہ مدفون ہے یہاں مصر میں تدفین کا ایک نیا طور طریقہ بھی دیکھا کہ قبرستان میں خاندان کے افراد کے لئے ایک جگہ خرید لی

جاتی ہے اس جگہ ایک کمرہ بنایا جاتا ہے اس کمرے میں ایک تہ خانہ ہوتا ہے تہ خانے میں تدفین ہوتی رہتی ہے جب تہ خانہ میں گنجائش نہ رہے تو اسی کے اوپر کمرے میں قبریں بنائی جاتی ہیں......تہ خانے میں جانے کے لئے سیڑھیاں ہیں مگر دفنانے کے بعد ڈر کے مارے تہ خانے میں کوئی نہیں جاتا الا ماشاء اللہ......ہم نے فاتحہ خوانی کی اور اس کے بعد جامع الحسین آ کر نماز ادا کی پھر ہوٹل الحسین میں جا کر اپنا سامان درست کیا......رات کو ائیرپورٹ پہنچے صبح تین بجے کی فلائیٹ تھی......جب ہماری باری کاؤنٹر پر آئی تو انہوں نے کہا کہ آپ کی پرواز براستہ جدہ ہے لہذا جدہ سے ہمیں پہلے معلوم کرنا پڑے گا کہ ہم مسافر کو روانہ کریں یا نہ کریں کیونکہ آپ کے پاس سعودیہ کا ٹرانزٹ ویزا نہیں ہے......ہم بیٹھ گئے جدہ فیکس کیا گیا مگر دیر تک جواب نہ آیا دوبارہ فیکس کروایا تو جواب ملا کہ ان کی جدہ کراچی پرواز او کے OK نہیں ہے اس لئے انہیں کہیں کہ پہلے اسے او کے کروائیں پھر جدہ آئیں......حالانکہ جدہ کراچی فلائیٹ ہم نے خود وکیل سفریات (ٹریول ایجنٹ) سے مصر ہی میں او کے کروائی تھی اور ٹکٹ پر او کے لکھا ہوا تھا..........بہرکیف ہمیں واپس کر دیا گیا، ہوٹل آ گئے سامان رکھا پھر نئے سرے سے فلائیٹ کی کنفرمیشن میں لگ گئے تین دن کی کوشش بسیار کے باوجود بات نہ بنی بالآخر اتحاد ائیر لائن کا نیا ٹکٹ قاہرہ ابو ظہبی کراچی خریدنا پڑا......اچھا خاصا نقصان ہو گیا......یہاں آ کر قاہرہ جدہ کراچی والا ٹکٹ واپس کرنے کی کوشش کی کسی نے نہیں لیا نہ رقم واپس ملی......بعد میں پتا چلا کہ چونکہ یہ ریٹرن ٹکٹ تھا اور سستے داموں خریدا گیا تھا اس لئے مصر ائیر لائن ہی نے سارا معاملہ خراب کیا تاکہ یہ مسافر دوبارہ ٹکٹ خریدے..........یہ ہے انٹرنیشنل قسم کی دیانتداری یا بددیانتی..........مصر للطیران سے بار ہا رابطہ کیا تو انہی کے ایک افسر نے بتایا کہ آج کل ائیر لائنیں سستے ٹکٹ مقابلہ بازی میں جاری تو کر دیتی ہیں مگر سیٹ او کے نہیں کرتیں جس سے واپسی پر اکثر مسافروں کے ساتھ اس طرح کے واقعات ہو جاتے ہیں..........اس پورے سفر میں یہی ایک ناخوشگوار واقعہ پیش آیا باقی الحمد للہ علی احسانہ سب خیریت رہی اور مصر کی خوب سیر و سیاحت و زیارت رہی......اللہ رب العزت کا احسان ہے کہ اس نے اپنی دنیا کے ایک بڑے ملک کو دو مرتبہ دیکھنے کا موقع مہیا کیا......اس سفر میں باقی جن شہروں کا وزٹ کیا جا سکا یا جو مقامات جامعات اور سیاحتی مراکز دیکھے گئے طوالت کے خوف سے ان کا ذکر مؤخر کیا جاتا ہے..........تاکہ کچھ چین و جاپان کے سفر کا حال بیان کیا جا سکے..........

کس نیاموخت علم تیر ازمن ☆☆☆ کہ مرا عاقبت نشانہ نکرد